میری وصیّت سے میرے بعض وارثوں کی ناخوشی

اور اُس کا نتیجہ اُن کی محرومی

میں نے صرف اپنی اولاد کی خیر خواہی اور محض حق تعالےٰ کی رضا جوئی کی نیت سے اپنی وصیت رسالہ نمبر ا جلد ۱۹ میں مشتہر کی تھی جس میں میری اولاد کی سراسر بہبودی پائی جاتی ہے۔ مگر افسوس اُس وصیت کو میرے بعض انگریزی خوان و قانون دان وارثوں نے غلط فہمی اور ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے قبول نہ کیا۔ اور میرے بعض لڑکوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ اُنہوں نے اس وصیت کے متعلق چند سوالات و اعتراضات ایک ہندو بیرسٹر ایڈوکیٹ چیف کورٹ پنجاب کے واسطے سے ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو میرے پاس بھیجوا دیئے۔ میں نے اسی روز ان سوالات و اعتراضات کے جوابات قلمبند کر کے ان کی طرف روانہ کیے۔ جن کا ماحصل یہ ہے۔ کہ تمہارے جملہ سوالات و اعتراضات غلط فہمی اور کوتاہ بینی پر مبنی ہیں۔ اور یہ اعتراضات اس لائق نہیں کہ اُن کی وجہ سے اس وصیّت کو منسوخ کر دیا جائے۔ تم لوگ ان سوالات و اعتراضات کو واپس لیکر اس وصیّت کو منظور نہ کروگے تو میں قانوناً و شرعاً جائز طور پر ایک حصہ جائداد کو اپنی حین حیات میں تعلیم دینے کے لئے کسی غیر کو ہبہ یا وقفِ اغیار کر دوں گا۔ اور یہ امر تمہاری محرومی کا موجب ہوگا میری وصیت تمہارے نزدیک جائز نہیں تو کیا میرا ہبہ اور وقفِ اغیار بھی جائز نہیں ہے میری وصیت کی رو سے تو تم ہی میری جائداد کے کل منافع کے مالک و مستحق رہوگے تم لوگوں کے خرچ سے کچھ بچے گا تو غیر کو ملے گا۔ اور اگر میں نے کوئی حصہ جائداد کا بذریعہ ہبہ یا وقف غیر کو دے دیا تو اُس حصے سے تو تم خواہ مخواہ محروم ہو جاؤ گے۔

میری اس ہدایت و نصیحت کو اُن لوگوں نے مان کر اُس وصیّت کے مضمون سے اتفاق کر لیا۔ تو پھر میں گورنمنٹ میں اس امر کی تحریک کرونگا۔ کہ مسئلہ وقف علے

اَلْاَوْلَادِ وَالْاَقَارِبِ" (جو اسلامی کتب فقہ میں موجود ہے) کے مطابق قانون پاس کیا جائے۔ تاکہ مسلمانوں کی جائدادیں نالایق اولاد کی دستبرد اور تباہی سے بچ جاویں۔ میں نے اوّلاً یہ چاہا تھا کہ ان لوگوں کے سوالات و اعتراضات اور اُن کے جوابات رسالہ میں مشتہر کردوں۔ مگر آخر یہ خیال آیا کہ وہ سوالات اعتراضات تو محض لچر و پوچ و فضول و نامعقول ہیں۔ اُن کی اشاعت فضول ہے۔ اور اُن کے جوابات کی اشاعت بھی ویسی عبث ہوگی۔ لہذا ان سوالات و اعتراضات کی اشاعت کو ملتوی کر کے اُس کا ماحصل مشتہر کیا گیا ہے۔ و معہذا اصل وصیت کو دوبارہ شائع کر کے اِس کے بعض الفاظ و فقرات کی (جنکے معنے سمجھنے میں اُن لوگوں نے غلطی کی ہے۔) مزید تشریح بین القوسین (بریکٹوں یا خطوط وحدانی میں) کی جاتی ہے۔ اُن تشریحات کو پڑھ کر امید ہے اُن لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ اور وہ اپنے سوالات و اعتراضات کو واپس لے کر مضمون وصیت سے اتفاق کرینگے۔ اور اگر اُنہوں نے پھر بھی اپنی غلطی کو نہ سمجھا۔ اور اپنے اعتراضات و سوالات کو کسی اخبار میں چھپوا دیا تو پھر بمجبوری اصل جوابات کو رسالہ میں شایع کردیا جائیگا انشاء اللہ تعالے۔

نقل وصیّت خاکسار ابو سعید محمد حسین

وَصَّى اللّٰهُ وَوَصَّتْ رُسُلُهٗ فَلِذَا

خدا تعالے نے وصیت کی اور اُس کے رسولوں نے بھی کی

كَانَ التَّاَسِّىْ بِهِمْ مِنْ اَفْضَلِ الْعَمَلِ

اس امر میں اُن کی پیروی افضل اعمال سے ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مروی

قال رسول اللّٰہ صلّی اللہ علیہ وسلم ما حق امرءٍ مسلمٍ لہ شیئ یوصی فیہ یبیت لیتین الا ووصیتہ مکتوبۃ عندہ متفق علیہ (مشکوٰۃ ص۲۵۷)

ہے کہ کسی مسلمان کا جس کے پاس وصیت کے لایق مال ہو۔ یہ حق (کام) نہیں کہ دو شب بسر کرے بجز اُس حالت کے کہ اُس کی وصیت لکھی ہوئی اُس کے پاس ہو۔

اِس وصیت نبوی کے مطابق یہ خاکسار ہمیشہ اپنی وصیت کو کاغذات اور بیاضوں میں لکھ رکھتا ہے۔ مگر اب خیال آیا ہے کہ حیات مستعار کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور متفرق کاغذ اور بیاض اکثر متعلقین کی نظر سے نہیں گذرتے۔ لہذا مناسب سمجھا کہ میں اپنی وصیت کو اپنے رسالے میں مشتہر کروں جو عام اہل اسلام کے ملاحظہ سے گذرتا ہے۔ اور اس کی تعمیل پر ہر ایک مسلمان باغیرت و دیندار میرے وارثوں کو مجبور کر سکتا ہے۔ اگر کوئی وارث اس سے انحراف کرے تو اس تعمیل کے واسطے گورنمنٹ کا حکم ایک قوی و موثر سبب موجود ہے۔

میرے انتقال کے بعد اگر کچھ جائداد منقولہ میرے ترکہ میں رہے تو وہ بعد ادائے دَین (جو میرے ذمہ ہو۔ اور وہ میرے کاغذات و رجسٹروں میں موجود ہو یا میرے قرضخواہوں کی دست آویزات بھی کھاتہ یا میری دستخطی رقعات میں پایا جائے) مطابق حکم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بطور وراثت تقسیم کیا جائے۔ (اس وقت جو میرے ذمہ قرض ہے وہ میری جائداد منقولہ سے کم ہے) اور جو جائداد غیر منقولہ اِس وقت تک میرے قبض و تصرف میں ہے وہ بطور وراثت تقسیم نہ ہو۔ بلکہ وہ میری اولاد اور (ان) متعلقین پر جنکا نفقہ میرے ذمہ واجب ہو وقف[1] ہو۔ اس میں

[1] اِس وقف کو کتب فقہ میں وقف علے الاولاد والاقارب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اسباب میں ایک مفصل مضمون اس غرض سے لکھا جائیگا کہ اُسکے مطابق

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۶ پر)

نہ کسی وارث کو بیع کا اختیار ہو نہ رہن کا نہ ہبہ کا۔ بلکہ سکونتی مکانات میں صرف اُن کو سکونت کا اختیار رہے اور اراضی کی آمدنی سے بقدر گذارہ خرچ لینے کا استحقاق رہے (خرچ کی تفصیل و تشریح میں اپنی اور اپنی اولاد کے موجودہ حالت اور طرز گذران کے اندازہ اور نظر سے ایک مفصل تحریر کروں گا۔ مثلاً لڑکوں کو سالانہ خرچ خوراک و پوشاک اسقدر ملے۔ اور لڑکیوں کو اس قدر اور دونو بیویوں کو اس قدر اور خرچ بیاہ شادی اولاد اس قدر اور اولاد لایق تعلیم کا خرچ تعلیم اس قدر وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور سرکار میں اس اس کی رجسٹری کرا دوں گا) اور جو اُن کے اخراجات سے بچ رہے وہ کسی مدرسہ اسلامیہ میں صرف تعلیم دین کے لئے دیا جائے (اور اگر (خدانخواستہ باشد) میرے وارثوں سے کوئی نہ رہے تو میری جائداد کی کُل آمدنی وقف تعلیم دینی ہو۔)

سکونتی مکان میری اپنی خداداد زر سے خریدے ہوئے۔ (نہ وراثت جدی سے[ل] پہنچے ہوئے) تین ہیں۔ ایک حویلی قدیم۔ دوسرا دیوانخانہ۔ تیسرا مکان منہدم جسکا صرف ملبہ (خشت و چوب) و افتادہ زمین باقی ہے۔

حویلی اور دیوان خانہ میرے دونو عیال کی سکونت کے واسطے وقف ہو۔ دیوانخانہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۵۔ گورنمنٹ قانون پاس کرے۔ وہ قانون پاس ہو گیا تو بہت سے مسلمان اپنی جائداد کو حفاظت و قیام کی نظر سے اپنی اولاد کے لئے وقف کرینگے۔ سر سید نے اس قسم کا ایک بل تجویز کرکے اسکا مسودہ مشتہر کیا تھا۔ مگر اُسمیں شروط مخالف شرع لگا کر اُسکو ناجائز کر دیا۔ اور سب سے پہلے اُسکا خلاف اشاعۃ السنہ نے کیا۔ اور وہ مسودہ سر سید کا ناپسند ہوا*

ہمارا مضمون انشاء اللہ تعالےٰ عام مسلمانوں میں پسند ہوگا۔ اور گورنمنٹ سے امید ہے۔ کہ وہ اُسکے مطابق قانون پاس کرے گی۔*

ل در اصل وہ مکانات جدی ہیں۔ مگر مجھے وراثت میں نہیں پہنچے۔ بلکہ کچھ تو میری والدہ مرحوم سے بذریعہ ہبہ بالعوض (جو شرعاً بیع کے حکم میں ہے) مجھے عطا ہوئے اور کچھ میں نے دیگر وارثوں سے خریدے*

میں والدہ حافظ عبدالشکور و ابو اسحٰق و عبدالباسط وغیرہم (معہ اپنی اولاد) سکونت کرے۔ حویلی قدیم میں والدہ عبدالسلام و عبدالرشید و محمد اطہر و احمد حسین و عبدالنور وغیرہم (اپنی اولاد کے ساتھ) رہے۔ منہدم مکان کو میری زندگی ہی میں اُسکا ملبہ خشت و چوب کو اپنے تصرف میں لاکر میری بیٹی امۃ السلام جو صاحب اولاد ہے۔ اور وہ اُس مکان کی درخواست کرتی ہے) اپنے خرچ سے تعمیر کرے۔ یہ یہ مکان اس کے واسطے اور اس کی اولاد کے لئے وقف رہے۔ میرے کسی وارث کا حق نہ ہوگا کہ وہ اُس مکان سے اس کو بے دخل کرے۔ یا سکونت میں اُس کی مزاحمت یا مشارکت چاہے۔ ہاں وہ اپنی رضامندی سے جس کو چاہے ساتھ رکھے۔

اراضی جو خدا تعالےٰ نے گورنمنٹ سے مجھے دلوائی ہے۔ چار مربع ہے۔ ازانجملہ دو مربعوں کی کاشت زمین و انتظام کا اختیار حافظ عبدالشکور۔ اور اُسکے بھائیوں کے سپرد رہے۔ دو مربعوں کی کاشت وغیرہ انتظام کا اختیار عبدالرشید اور اُس کے بھائیوں کے سپرد رہے۔ اُس انتظام میں کوئی ایک فریق دوسرے فریق کی مزاحمت نہ کرے۔ ہاں بہ تراضی طرفین جو چاہے دوسرے کا شریک رہے۔ (آمد و خرچ چاروں مربعوں کا کھاتہ ایک جگہ رہے۔ اور فریقین کے اشخاص کو اپنے ہم جنس سے مساوی طور پر گذارہ لینے کا حق ہے۔)

اس دخل و اختیار و استحقاق گزارہ کے لئے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ میری نرینہ اولاد نماز و روزہ وغیرہ احکام دین کی پابند اور دین کے خادم رہیں۔ اور علم دین کم سے کم قرآن و حدیث پڑھیں پڑھائیں۔ اور سرکاری یا غیر سرکاری ملازمت اختیار نہ کریں جس میں پڑھنا پڑھانا اُن سے چھوٹ جائے۔ ہاں جو شخص شغل تعلیم کے ساتھ ملازمت بھی کرے۔ اور وہ اپنی تنخواہ کو آمدنی زمین میں شامل کر دے تو وہ دوسروں کے ساتھ مساوی حق رکھے گا۔ جو شخص اس شرط کا

خلاف کرے گا - اس کا کوئی استحقاق نہ ہوگا - کہ وہ اس کے انتظام میں دخل دے - یا
اُس سے گزارہ لے - (اس امر کی تحقیق و تصفیہ کے لئے کہ انہوں نے شرط کو پورا
کیا ہے یا نہیں - ایک جماعت ناظر وقف مقرر ہوگی - وہی جماعت قدر فاضل کو
تعلیم دینے میں صرف کرنے کا استحقاق رکھے گی -) میری اس وصیت میں میرے
کسی وارث کو کوئی شرعی یا قانونی عذر ہو تو وہ اُس کو بذریعہ تحریر ظاہر کرے
خواہ اس تحریر کو کسی اخبار میں چھپوا دے - یا میرے پاس بھیجدے - تاکہ میں
اس کو رسالہ میں مشتہر کرکے اس کا جواب دوں - اور اگر کسی نے کوئی عذر نہ کیا تو
اُس کے سکوت کو اُس کی رضا سمجھا جائیگا - اور بحکم حدیث نبوی اُس کی رضامندی
سے اس وصیت کو جائز تصوّر کیا جائے گا - وہ حدیث یہ ہے قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتجوز وصیۃ لوارث الّا ان یشاء الورثۃ
یعنے وصیت کسی وارث کے لئے جائز نہیں - ہاں اس صورت میں جائز ہے کہ
باقی ورثہ اُس کو مان لیں - *

(ابو سعید محمد حسین)

یونیورسٹی کمیشن کی رپورٹ پر اسلامی عام رائے

یونیورسٹی کمیشن کی رپورٹ حسب معمول قدیم دفتر اشاعۃ السنہ میں بھی پہونچی - اس رپورٹ
کا ترجمہ بہت سے اخبارات میں شایع ہو چکا ہے - اس لئے اب ہم اس کی اشاعت کی ضرورت
نہیں دیکھتے - اور نہ اس کے تجاویز اور سفارشوں کی نسبت اظہار رائے کی ضرورت
دیکھتے ہیں - کیونکہ وہ بھی اکثر اخباروں میں ظاہر ہو چکی ہے - ہم صرف کمیشن کی اس
تجویز کی نسبت کہ پنجاب یونیورسٹی میں مشرقی علوم کی ڈگریاں حاصل کرنیوالوں کے لئے
انگریزی تعلیم کو لازم کر دیا جاوئے - اسلامی عام رائے ظاہر کرتی ہیں - جو ہمارا خاص منصبی